

سارا دن اپنے شیئے میں سوتے رہتا ایک سیئے چینی اور ایک تپتے ہوئے
اضطرابی بدن کے ساتھ اور رات کو وہی گھاس کامیدان۔ نہرا در سفید شست....
میں اس روٹین سے اُکتا پچھا تھا۔ ایک روز میں نے بغاوت کر دی۔
”میں کل جا رہا ہوں... زیورخ کے راستے جرمی اور ہالینڈ اور وہاں سے انگلینڈ“
”کیا تم میرے ساتھ خوش نہیں ہو گے“ اس نے ایک پاٹ آواز میں پوچھا۔
”میں یہ حد خوش ہوں لیکن کچھ عرصے کے لئے ناخوش بھی رہتا چاہتا ہوں
تاکہ ان کیفیتوں کا فرق جان سکوں..... اب میں کتنی دیر تک یہاں اس کمپنگ میں
پڑا رہوں گے؟“

”چھٹیوں کے بعد ہم سلمان کا چلیں گے۔“
”پھر وہی سلمان کا“ میں نے بھٹاک کر کہا ”میں تو ہی کروں گا جو میرا جی چاہتا ہے اور
میرا جی چاہتا ہے کہ میں کل واپس چلا جاؤ۔ اپنا سفر جاری رکھوں اور یہ پھر چوندی
آتا رچنیکوں جو تمہارے وجود نے مجھ پر جمادی ہے...“
”تو چلے جاؤ“ اس کا لمبہ اسی طرح بے کیف تھا...
”چلا جاؤ گے میں نے چیرت سے کہا۔ پنجربے کا دروازہ بالکل کھلا دیکھ کر پڑے“

کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

”ہاں... تم اگر نہیں رکنا چاہتے تو چلے جاؤ... لیکن پھر میں تمہارے پیچے اُن کی“ وہ زمین سے مخاطب تھی ”ویسے یہاں سے تین گھنٹے کی مسافت پر ایک قصیہ ہے گرندل والڈ... میں نے کل کے لئے کوچ کی دلکشیں خریدی ہیں... تم تبدیلی چاہتے ہوئا؟“

اگلے روز میں جیپی کے ساتھ گرندل والڈ جا رہا تھا۔

دہی پریچ پھر اسی راستہ جو میورن کی جانب جاتا تھا، راستے میں لوٹے برون کی آہنگ آئی تو میں نے اس مقام کا تین کیا جہاں میں لفت کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ جیپی نے اگلے دور دز کے لئے پھری حاصل کر لی تھی اور ایک مختصر سے تھیلے میں چند صورتی اشیاء بھر کر ہم گرندل والڈ کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ کوچ کے بڑے شیشے کے ساتھ ناک پہنچانے میں باہر کے منظر کو دیکھا کیا... جیپی نیرا بازو کپڑ کر میری طرف دیکھ رہی تھی۔

”کبھی کھار باہر بھی دیکھ لیا کر دیں نے اتنا کر کما۔“

”میں نے باہر کو بہت دیکھ لیا ہے اور تمیں دیکھنا چاہتی ہوں“ گرندل والڈ میں ہمارا قیام ایک سو ٹونٹ ہو سطل میں تھا جہاں بے شمار فوجوں لڑ کے اور لڑکیاں ٹھہرے ہوئے تھے... ایک بڑے کمرے میں میزیں لگی ہوئی تھیں اور ہم نے وہاں رات کا کھانا کھایا... کھانے کے بعد قصیہ کی سیر کو نکلے لیکن یہاں کی آبادی بہت جلد سو جانے کی عادی تھی اس لئے بازار تقریباً دیران تھا... یوں بھی بلندی پر واقع ہونے کی وجہ سے اٹر لائکن کی بستی یہاں موسم زیادہ شدید تھا... آس پاس کے پہاڑوں سے ڈھنڈا اور بارش پیچے اترتی رہتی... اگلی صبح ہمدردوں کوہ پہیاٹی کے لئے تیار تھے... اسے کوہ پہماٹی تو نہیں

کہنا چاہئے بلکہ یوں جانیئے کہ پہاڑوں میں ایک قدرے دشوار اور لمبی سیرہ، سوٹر لینیدہ کے طول و عرض میں ایسے پہاڑی راستے یا ٹریک ہیں جو آپ کو انتہائی بلند اور حسین مناظر کے قریب لے جاتے ہیں۔ آپ سیاحت والوں سے ان کے نقشے حاصل کر سکتے ہیں اور بلا خطر ان پر چل کر ان مقامات تک پہنچ سکتے ہیں جو عام حالات میں صرف تجربہ کار کوہ پہاڑوں کی آنکھوں کے لئے ہوتے ہیں... اس لمبی پہاڑی سیرے کے لئے کچھ نوٹ ک مضمون اور تجویزی سی یہ تو فی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ہم دونوں میں تھی.... چپسی نے افراد کوں سے ہی تمام معلومات حاصل کر لی تھیں اور مجھے شک تھا کہ وہ مجھے اکتا ہٹ سے بچانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہی ہے۔ صبح پہنچ کے ہم دونوں پھوٹے ڈک سیک اٹھائے ہو ٹھل سے نکلے۔ ابھی سورج کی کمیں سامنے والے بھل کے چند درختوں پر پڑ رہی تھیں اور بہت مدھم تھیں۔ رات کی وضندا بھی تک قبیسے کے بازار میں محشری ہوئی تھی۔ سڑک کے پتھر گیلے تھے اور وضندا میں نمایاں ہوتے تھے... اور ہم سر چکائے پلتے جاتے تھے۔ تجویزی دیر بعد ہم گزڈل والڈ سے باہر تھے اور ایک ایسی سڑک پر چل رہے تھے جس پر ابھی کوئی ٹرینیک نہ تھی۔ قبیسے سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر پہاڑیک نشوونگ ہوتا تھا اور ہم اپنے نقشے کو دیکھ کر ایک پھوٹے پہاڑی راستے پر ہوئے۔ یہ راستہ زیادہ ویران نہ تھا بلکہ اس پر گھوڑا گاڑی آسانی سے چل سکتی تھی اور آس پاس متعدد فارم ہاؤس دکھائی دے رہے تھے۔ ان فارموں کے گرد خالیتی باڑیں تھیں اور ان میں سے ایک کے پیچے ایک ایسا گٹا تھا جو سیم دکھائی نہ دیتا تھا لیکن ہم اسے دکھائی دیتے تھے اور وہ عزاً چلا جاتا تھا۔ چپسی نے جو من میں کوئی لفظ کہا اور وہ گٹا خاموش ہو گیا۔ اس راستے میں سے ایک اور راستہ نکلا جو واقعی محصر تھا اور کچھ خدا ناک بھی تھا۔ ہم آہستہ آہستہ گزڈل والڈ سے بلند ہوتے گئے۔ ہم سے پہلے کچھ لوگ اس پر جا چکے

تھے کبیز نکہ ایک سگرٹ جو سلگ رہا تھا اور چیزوں کم کا ایک ریپر ہوا تھے پر پڑا تھا۔
جیسی بہت کم گوئی تھی... وہ سر جھکائے چلتی جا رہی تھی ایک مخصوص رفتار کے
ساتھ اور میری طرح ہر موڑ پر منہ کھول کر شیخے منیں دیکھتی تھی بلکہ ایک فرض کی طرح
چلتی جاتی تھی... جیسے ایک مذہبی خاتون کسی مقدس زیارت کے لئے جا رہی ہوا در
آس پاس کے مناظر میں کوئی دیپسی نہ رکھتی ہو۔

ہم دونیں ایسے مقامات پر سانش لینے کیلئے رُکے جو بے حد خوبصورت تھے۔

پرانے کے لئے جیسی نے پورا پورا بندوبست کیا ہوا تھا... اس نے خود بہت کم
کھایا... جب اس نے تھر موس میں سے کافی ڈال کر مجھے دی تو کھنگی مجھے بتاؤ کریں
گرم ہے کہ منیں؟

میں نے ایک گھونٹ بھرا اور بھلکل بھرا "بہت گرم ہے"

"مٹیک ہے درست میں کیپنگ کے ریستوران کے با درچی کی خوب پٹائی گرتی"

"اُس نے بنائی تھی؟"

"ہاں"

کھانے کے بعد ہم پھر چلتے گئے، ہر موڑ پر ایک نیا منظر تھا۔ قدرت جیسے ایک
کتاب کی صورت ان مناظر کو ہمارے سامنے درق الاثر تھی... ہمیں میرہ ہارن کی چوتی
کے پاس جانا تھا اور وہ اب دکھائی دے رہی تھی۔

میرے فہریں میں جانے کیوں کافی کا وہ پیالہ آیا جو میں نے ابھی ابھی گرم گرم
پیا تھا اور پھر فوراً ہی میں جان گیا کہ مجھے کچھ پر چھنا تھا "جیسی"
وہ رُک گئی۔

"ہم قورات گز نہیں والدیں تھے... تو گرم کافی کیپنگ بنے کیسے آگئی؟"

"وہ تو کل صبح کو میں نے بزاں تھی اور اس شرط کے ساتھ کہ یہ دو روز تک گرم

رہتے گی... درنہ میں نواس کی پٹانی کرتی ہے...
”لیکن...“ میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کیا؟... بھلا یہ کوئی نہ کہے کہ آپ...
پتہ نہیں وہ کیا سوچتی تھی اور کیا کرتی تھی۔

شام ہونے کو تھی جب ہم اس پہاڑی بھونپڑے تک پہنچے جو سیاحوں کے قیام کے لئے اس بلند مقام پر بنایا گیا تھا... اس قسم کے متعدد بھونپڑے الپس کے پہاڑوں میں ملتے ہیں اور ایسی جگہوں پر ملتے ہیں جہاں رہائش کا اور کوئی انتظام نہیں ہوتا... ان کے نشے بھی ٹراظم والوں سے مل جاتے ہیں... بھونپڑا بالکل خالی پڑا تھا... اس کے ایک حصے میں لکڑی کے تین چار تختہ پوش رکھتے تھے جن پر سویا جا سکتا تھا اور دوسرے حصے میں ایک آتش دان تھا اور چند پرانی گرسیاں۔ آتش دان والے حصے کی کھڑکی شاید پہاڑی سے باہر نکلی ہوئی تھی کیونکہ دہان سے جھانکنے پر ایک گھری کھاتی اور سیاہ درختوں کا ایک ذخیرہ نظر آتا تھا اور اس سے پرے پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ۔ آتش دان کے ساتھ سیاحوں کی سولت کے لئے خشک لکڑیاں بھی تھیں اور ان پر ایک رماچس بھی رکھی ہوئی تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم سے آگے آگے چلنے والے سیاح شام اس بھونپڑے میں مکھرے ہوں لیکن وہ شام مذیز چلتے تھے اس لئے آگے جا پکتے تھے.... ہم نے اپنے سیلینگ بیگ کھوں کر تختہ پوشوں پر کھائے اور پھر آتش دان والے حصے میں آگئے۔

جیسی کھڑکی میں سے پہنچے جھانکنے لگی ”یہ گمراہی کم از کم ایک کلومیٹر تو صفر ہو گی... فرض کر دیے بھونپڑا...“ اُس نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

اور تب اُسے اُس کھڑکی میں سے جھانکتے ہونے دیکھ کر مجھے وہ خواب یاد آیا... اُس کی پشت میزی طرف تھی، اور وہ بے دھیانی سے جھانکتی تھی... اگر وہ متور ہی ہی اور بچکے تو... یا اُسے یونہی قریب جا کر... ہلکا سا اشارہ اور وہ... الپس کے ان پہاڑوں

میں کون دیکھتا ہے... یکدم میں نے سرچھٹک کر جیسے اپنے آپ کو نارمل کیا کہ یہ میں کیا سوچ رہا ہوں اور کدھر جا رہا ہوں... اور پھر لکھ دیاں اٹھا کر آتشدان میں رکھتے لگا... جسپی نے اپنے تھیلے میں سے خشک گوشت اور محصلی کے دو مین نکالے اور انہیں کھوں کر آتشدان کے قریب رکھ دیا۔ میں نے دیا سلامی جلا کر اُس اللاؤ کو روشن کر دیا۔ "محظی دیر بعد یہ نہیں اور ان میں بندگوشت گرم ہو جائے گا" جسپی کہنے لگی۔ لکڑیوں نے پوری طرح اگل پکڑی تباہر با رش اُتر آئی... جھونپڑے کی چھت پر وہ ایک گھٹی ہوتی آواز کی طرح تھی لیکن آس پاس کے پہاڑوں اور درختوں میں اس کی بوجھاڑ بلند سے بلند تر ہوتی گئی... مجھے پہلی مرتبہ اپس کی شدید سردی کا احساس ہوا اور میں نے دونوں ہتھیلیاں الاؤ کی جانب کر دیں۔

جسپی اٹھی اور میرے گھٹنے پر مخڑی رکھ کر مجھے دیکھنے لگی... میں نے اُس کی طرف دیکھا اور شام پہلی مرتبہ دیکھا... وہ اتنی عام شکل کی تھی کہ اس کی جانب اتنے عرصے کے بعد دیکھا جائے... اس کی ناک قدرے پھیلی ہوتی تھی لیکن ہونٹ اُسی تناسب سے چھوٹ اور باریک تھے اور مشکل اس کے سفید دانتوں کو پچھاتے تھے۔ ماتھا پورٹا اور آنکھیں ایک گھری چپ لئے ہوئے سیاہ اور اپنے بھیوں میں گم... میں نے اُس کے سیاہ بالوں پر ہاتھ پھیرا... دہ ایک بلی کی طرح ناک میں خرخراں... میری وگ اُتر جائے گی"

اُس کے بال میری مٹھی میں آئے اور میں نے انہیں بلکی سی جیش دی" بہت اچھی وگ ہے اُتر قی ہی نہیں" "ہاں اسے کارگیر ہاتھوں نے بنایا ہے... اُس کا ہاتھ میرے ہاتھ پر آن رکا تم کم از کم اسے نہیں اٹا رکھتے"

"ہاں اسے کارگیر ہاتھوں نے بنایا ہے... اُس کا ہاتھ میرے ہاتھ پر آن رکا تم باہر با رش کی بوجھاڑ ہلکی ہو کر پھر یکدم تیز ہوتی تھی۔"

”ہم خوش قسمت ہیں کہ بارش سے پہلے اس جھونپڑے میں پیخ گئے درخت ہستے گا
حال ہوتا ہے“

”مجھے پتہ تھا کہ ہم پیخ جائیں گے“
”کیا تم پہلے بھی اس ٹریک پر آچکی ہو؟“

”.... ہاں“

”کس کے ساتھ؟“

”اگر میں تمہیں بتا دوں تو کیا تم بالکل جل جاؤ گے اور تمہیں اتنا غصہ آئے گا کہ مجھ پر
برس پڑو؟“

”منیں...“

”تو پھر تمہیں بتانے سے فائدہ...“
خواک کے میں گرم ہو چکے تھے۔ جیسی نے انہیں پیشوں میں الٹا اور اس کے ساتھ
ہی الاؤپر کافی کئے پانی رکھ دیا۔

”کیا یہ حیرت ناک بات نہیں ہے کہ اس جھونپڑے تک ہمارے علاوہ اور کوئی
نہیں پہنچا اور اگر پہنچا ہے تو آگے نکل گیا ہے؟“

”نہیں یہ بالکل حیرت ناک بات نہیں بلکہ اسے درست منظور ہے بندی کا نام دیا
جاتا ہے“

”وہ کیسے؟“

”ٹریننگ کے لئے بولگ بھی آتے ہیں ان میں سے بیشتر اسی ہو سکل میں بھرتے ہیں
جہاں ہمارا قیام تھا۔ کل شام میں نے کاؤنٹر سے پتہ کر دیا کہ اس ٹریک پر کون کون اور
کتنے لوگ جا رہے ہیں۔ وہ صرف پانچ تھے... ایک دو کا گروپ اور ایک تین کا...
میں نے ان میں سے ایک کو تو یہ کہا کہ تم اگر اس ٹریک پر جاؤ گے تو زندہ واپس نہیں

آؤ گے۔ بے حد خطرناک ٹریک ہے چنانچہ انہوں نے کسی اور ٹریک پر جانے کا نیصلہ کر لیا... دوسرے دو حضرات بہت سخت نکلے لیکن انہیں میں نے یہ کہا کہ آپ بے شک اس ٹریک پر جائیں لیکن رات بس کرنے کے لئے اس جھونپڑے کا انتخاب نہ کریں کیونکہ یہ تقریباً ہر سال تیز بارش کی وجہ سے کھلکھلاتا ہے اور کھائی میں گر جاتا ہے اور پھر اسے دوبارہ تعمیر کرنا پڑتا ہے چنانچہ وہ ہم سے آگے جا چکے ہیں کسی اور جھونپڑے میں.... اچھی منصوبہ بندی ہے نا؟“

”ہاں... اور تم اس سے پیشتر میاں آچکی ہو...“

”ہاں... میں اپنے گرینڈ ڈیڑ کے ساتھ میاں آئی تھی...“

”ہیں؟ یعنی تم اپنے بوڑھے دادا جان کو گھستیتی ہوئی میاں اس جھونپڑے تک لے آئی تھیں؟“

”خیر وہ اتنا بولھا بھی منیں تھا...“

”تم کس کی بات کر رہی؟“

”اگر تم نے جانا میں ہے تو پھر بتانے سے فائدہ...“... جیسی کا وہ چہرہ جو بالکل سپاٹ اور بے تاثر تھا اب الاؤ کی نارنجی روشنی میں شرارت تھا۔ وہ مجھے تنگ کرنے پر اور کسی نرکی طرح جلانے پر تلی ہوئی تھی۔

”اور تمہیں پتہ ہے کہ گرینڈ ڈیڑ نے مجھے بہت کچھ سکھایا...“

”مشلاً؟“

”بہت کچھ“ وہ آنکھیں پیچ کر بولی۔

کیتنی میں سے پانی ابل ابل کر باہر گرنا تھا۔ کافی نے اُس مردات الاؤ کے سامنے اس کی حدت عhos کرتے ہوئے جیسی کی آنکھوں نے اور باہر گرتی بارش نے ایک عجیب کیفیت سے دوچار کیا۔...

بھی کے رخسار الاؤ کی تمازت سے پتے تھے۔

”تمہارا گھر کیسا ہے؟“

”جب ہم اس گھر میں منتقل ہوئے تھے تو وہ بہت بڑا تھا۔ ہم سب بہن بھائی ایک ہی کمرے میں سما جاتے تھے... لیکن اب وہ پھوٹا ہو گیا ہے کیونکہ ہم بڑے ہو گئے ہیں۔“

۱۰۰ اس میں میری گنجائش ہوگی۔

”تماری بیوی میں نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا رکھتھے کہ دبایا... یہ کیا کہہ رہی ہے؟
”ہاں.... اور تماری ماں سارا دن کیا کرتی ہیں؟“

میں نے اُسے بتایا کہ وہ صبح سویرے بیدار ہو کر نماز پڑھتی ہیں۔ رات کے برتن صاف کرتی ہیں پھر ناشست تیار کرنے کے بعد ہمیں اٹھاتی ہیں۔ وہ جھوٹل کے سات بوڑے پالش کرتی ہیں۔ چار سپلوز، تین شکاروں، سات قیضوں وغیرہ کا استری کرتی ہیں اور پھر ہم سب کو نہلاتی ہیں اور جھانڈے سے ہمارے پاؤں رگڑ رگڑ کر صاف کرتی ہیں۔ پھر تو لئے سے خوب شکر کرتی ہیں۔ تیل لگا کر گناہی کرتی ہیں اور...”

"یہ سارا کچھ دہ ایک دن میں کرتی ہے؟"

۱۔ بھی تو صحیح ختم منیں ہوئی ...

"تمہیں بھی وہی منسلکتی ہے؟"

”خنیں“ میں کچھ سرخ ہو گیا پچھلے آٹھ دس برس سے تو نہیں... لیکن وہ ابھی تک
میرے بال خود ہی بناتی تھیں...“

”میرا بھی چاہتا ہے کہ میں تمہارے گھر کے فرش صاف کروں اور تمہاری ماں کے

ساتھ مل کر برتن دھوؤں؛

بارش ہلکی ہو رہی تھی اور اب اس پانی کا شور محتاج بلنڈی سے ینچے وادی میں

گر رہا تھا چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کی صورت....

”کل ہم میر بارن کے سامنے میں پھیلے بزرہ زار تک جائیں گے نا؟“

”کل ہم واپس گرنڈل والڈ جائیں گے اور وہاں سے فوری طور پر انٹر لاکن کے لئے رو انہ ہو جائیں گے... میں تو تمہیں صرف اس بھونپڑے تک لانا چاہتی تھی...“

”کیوں اس بھونپڑے میں کیا خاص بات ہے؟“

”یہاں میں کھسکوں گی منیں... وہ دبی دبی ہنسنی... انسان کئی جگہوں پر پہنچ جاتا ہے۔ کچھ مقام اس کی راہ میں آ جاتے ہیں۔ کوئی درخت، کوئی آبشار، کوئی جھیل کنار سے شیلے اور اس کا جی چاہتا ہے کہ میں یہاں دوبارہ آؤں اور وہ میرے ساتھ ہو۔... اُس ”وہ“ کا وجود ہونہ ہونواہش ہوتی ہے کہ وہ یہاں اس مقام پر میرے ساتھ آئے... جب میں یہاں آئی تھی تو میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تم مجھے ملوگے تو میں تمہیں یہاں لاوں گی...“ وہ اٹھتی اور دو تینی لکڑیاں آتش دان میں ڈال دیں...“ بلبر کے کمرے میں تو سردی ہو گی... میں فرش پر آگ کے سامنے سلیپنگ بیگ پکھا لیتے ہیں۔“

میرابواب نے بنیروہ گئی اور سلیپنگ بیگ اٹھا لائی۔

میں نے کھڑکی کا پر وہ سیٹا اور اسے کھول دیا۔ سرد ہوا ایک سیلاپ کی طرح بھتی اگلی اور اس کے ساتھ ہی وضنڈ کا ایک بادل خاموشی سے اندر آئے لگا۔

”کھڑکی بند کر دو رنگ یہاں بے حد سردی ہو جائے گی“ چپسی سلیپنگ بیگ بچھاتی ہوئی بولی۔ باہر بالکل تاریکی تھی۔ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ سو اسے اُس دودھیاں بار کے جس کے درمیان یہ بھونپڑا جیسے تیر رہا تھا۔ میں نے کھڑکی بند کر دی۔

”یہاں تو فرش ہموار ہے اس لئے تم کھسکوگی منیں...“

”مجھے یقین ہے کہ میں ضرور کھسکوں گی اور میرا مر آتش دان سے جائیں گا...“

میں نے اپنے خیسے کی طباہیں ڈھیلیں لیں اور پھر لسیہ کے دو فون راڈنکال لئے
خیسہ بل فائٹنگ میں مارے جانے والے بل کی طرح یکدم لڑکھڑا کر ڈھیر ہو گیا خیسہ سینا
تو اس جگہ گھاس کا رنگ ہلاکا پڑ چکا تھا۔ پیکنگ کرنے کے بعد میں ڈک سیک اٹھا کر
دفتر میں آگیتا کہ کراچی وغیرہ ادا کرنے کے بعد اپنا پاپلووٹ حاصل کر سکوں۔
گزندل والڈ سے واپسی پر بس میں سفر کرتے ہوئے میں ایک سوچ میں گم تھا۔
... میں کس قسم کی زندگی گزارنے لگا ہوں۔ مجھے تحرکت میں ہونا چاہیے۔ یہ جوانی کے بخار اور
ادر حد توں کی کسک لئے ہوئے دن اور یورپ کی گرمیاں یہ سب اس لئے منیں کہ ان
میں آزادی پھیجن جائے۔ یہ توازن کے لئے ہیں۔ پرواز کے لئے ہیں۔ جتنا اڑاں کر سکو
کر لو۔ تمہارے پروں کے شیخے سے جتنے جہاں گزار سکیں گزار دو درد دیر ہو جائے
گی۔ رنگ پھیکے رہ جائیں گے اور صرف آتشِ دان کی قربت ہی جسم کو گرم کر سکے گی۔
آسائش اور جنس کے جال سے مجھے نکلن ہو گا۔ ابھی دائمی رفاقتون کا وقت بہت دور تھا
وقتی دوستیوں میں آسانی بھی تھی اور سرخوشی بھی۔ میں نے وہاں اُس وقت جب ہم
لُوٹے بردن کی آبشار کے قریب سے گذر کر انظر لا کن کو اترنے والی بڑک پر آئے تھے
اور ڈپسی میرا ہاتھ تھامے باہر دیکھ رہی تھی تب میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اب

جاوں گا....

اور میں جارہا تھا... اور طلاہر سے جپسی سے ملنے کے بعد کیونکہ میں اتنا بدتریز تو ہرگز نہ تھا کہ اس کی محبتوں کا مشکل گزار نہ ہوتا اور چروں کی طرح کان پیٹ کر پنچے سے چلا جاتا۔ دفتر میں براجمان لڑکی نے میرا پا سپورٹ اور کمپینگ کرنے لکھا اور کائے کی رقم کا حساب کر کے بدل وصول کر لیا... وہ پا سپورٹ دینے لگی تو اس کے ساتھ ایک کاغذ نصیحتی کیا گیا تھا۔ اُس نے کاغذ پر نظر والی اور پھر "ایک لمحہ" کہ کرفون گھمایا اور جو من میں ایک وفتقرے ادا کر کے بند کر دیا۔

میں وفتقرے سے باہر آیا تردد ہاں جپسی کھڑی تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا... دفتر سے اُسے ہی فون کیا گیا تھا...
... دفتر سے اُسے ہی فون کیا گیا تھا...

"میں ریستوران کی طرف ہی جارہا تھا تمہیں خدا حافظ کئے...؟"

وہ پنچلا ہوش دباتے ہوئے مسکرا دی جیسے میں نہیں جارہا تھا حالانکہ میں جارہا تھا۔

"کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے؟" میں نے جھلکا کر کہا۔

"شام ۷:۰۰...؟"

"شام کا کیا مطلب؟ میں کوئی مجرم ہوں جو بھاگ جاؤں گا یا کوئی... کوئی چور ہوں" میری جھلکا ہوئے میں اضافہ ہوتا گیا۔

"تمہیں یہ سب کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے... اگر تم جا رہے تھے تو تم جا رہے تھے... مل کر جاتے یا نہ جاتے... آؤ چلیں"۔

"کہاں؟"

"بہان بھی تم جانا چاہتے ہو:...؟"

"میں تو واپس جانا چاہتا ہوں۔ جو منی اور ہائیٹ کے راستے واپس انگلینڈ جانا چاہتا ہوں"۔

”بُرمنی جانے کے لئے تمہیں بُرن سے گذرنا ہو گا اور بُرن میرا ہوم ناؤن ہے۔
وہاں میرے والدین رہتے ہیں... آؤ چلیں؟“
”ابھی کل تم دودن کی چھٹی کے بعد واپس آئی ہو کیا کیمپنگ کا مالک تمہیں مزید
چھٹیاں دے دے گا؟“

”اس کا فیصلہ مجھے کرتا ہے.... میں فی الحال بُرن جا رہی ہوں اپنے والدین کو
ملنے کے لئے اور اگر تم بھی اُدھر جا رہے ہو تو کیا میں اتنی بُری ہوں کہ ہم دونوں وہاں
تک اکٹھے سفر بھی نہ کر سکیں... بُرن کے سیشن سے تم جہاں جی چاہے پلے جانا۔ چلیں؟“
اُنہر لاکن کا سیشن اگرچہ پھوٹا سا بے لیکن وہاں سے بُرن کے لئے ہر آدم پون گھنٹے کے
وقت سے گاڑی مل جاتی ہے۔

بُرن تک میں چُپ بیٹھا رہا کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا اور میرے پھر سے پڑا پنیریگ
اوغصتے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ میں جب کبھی اس کی طرف دیکھتا اس کی نظر میں مجھ پوتیں
بُرن سیشن پر اُتر کر میں نے وہ سیک انٹھایا اور چلنے لگا۔ وہ میرے برابر چلنے لگی۔ ہم سیشن
سے باہر آگئے۔

”اب میں میاں سے بُرمن سرحد کی جانب کس طرح جاؤں گا؟“
”بِاسل کے راستے... ہوہ بولی“ اور تم میرے لئے ایک کام ترکروگے۔ بُرن بہت
خوبصورت اور قدیم شہر ہے۔ تم اسے دیکھو گے نہیں؟ میرے لئے نہ سہی بُرن کے لئے
ایک رات بُھر جاؤ۔ میں نے خود بُرن کی قدیم خوبصورتی کا تذکرہ نہ رکھا تھا پرانے گھنیں
نے پچھ پس دیپش کے بعد اس کی سنجیز مان لی۔ میاں کی کیمپنگ کہاں ہے؟“
”تم اگر مخوڑی دیر میاں اسی جگہ میرا انتظار کرو تو میں تمہاری کیمپنگ کا پورا بندوبست
کرنے کے بعد میں واپس آ جاؤں گی۔“
”تو میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔“

”منہیں تم یہیں بھڑو...“ اُس نے میرا کنڈھا پکڑ کر کہا ”میں آتی ہوں“ اور وہ بڑک عبور کر کے دوسرا جانب ایک ٹرام میں سوار ہو گئی۔

میں نے وہ کیک کندھے سے اٹانا اور سوچنے لگا کہ یہ لڑکی کہاں گئی ہے اور کیا یہ صرف دیہی ہے۔ کیا یہ صرف دیہی ہے کہ میں اس کا انتظار کروں۔ سینٹشن پر سیاستی دفتر ہو گا وہاں سے کیپینگ کا پتہ باسانی مل سکتا ہے... میں شام چلا بھی جاتا یہیں مجھے فریضہ یقین تھا کہ وہ یہیں کہیں اس پاس ہے اور جو منی میں اپنی جگہ سے ہلا دہ آگر کہے گی ”اچھا تو تم کہیں جا رہے تھے؟“ میں نے متعدد سکرٹ پتے۔ کچھ چاکلیٹ کھائے اور نزوں یہی سٹور سے دودھ کا ایک پیکٹ خرید کر فوش کیا... وہ پورے تین گھنٹے کے بعد آئی... اور میں اُسے پہچان نہ سکا۔ وہ ایک لاج ہنس لگ رہی تھی۔ تازہ سیٹ کھئے ہوئے بال۔ سلک کا سفید لباس۔ سموک کی شال اور بلکامیک اپ... مجھے یقین نہ آیا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس سے فرار ہونے کے منصوبے میں ابھی بنارہا تھا... دراصل میں نے اُسے جب بھی دیکھا کام کے لباس میں دیکھا۔ تاریکی میں دیکھا اور یا بالکل دیسے ہی دیکھا... مجھے اندازہ نہ تھا کہ وہ اس کیپینگ سے باہر جب ایک اچھے لباس میں ہو گی تو کیسی لگے گی... وہ با قاعدہ نویصورت تھی اور بہت کم لوگ اب سے تھے جو اس کے قریب سے گذرت تھے اور مٹکرنیں دیکھتے تھے۔

اس نے میری یہیت کو بھانپ لیا یہیں اس کا سبب نہ جان سکی ”کیا میں اس لباس میں اچھی نہیں لگ رہی“ وہ گھبرا گئی۔

”نہیں یہیک لگتی ہو“ میں نے اُس کا جائزہ لیتے ہوئے فیصلہ دیا۔

”دراصل اٹرلاکن میں تو مجھے کوئی نہیں جانتا تھا اور میں وہاں کسی بھی لباس میں گھوم پھر سکتی تھی لیکن یہاں برلن میں... یہ میرا شہر ہے اور مجھے لوگ جاتے ہیں... اس لئے مجھے ذرا...“

”اور کیپنگ؟“ میں نے پوچھا۔

”ہاں ابھی تو مجھے تمہاری رہائش کا بندوبست کرنا ہے...“ اس نے کلامی پر پہلی مرتبہ بندھی ہوئی ایک گھٹڑی پر نظر ڈالی اور ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا ”بیٹھو۔“ میں نے وُک سیک ٹیکسی میں رکھا اور ہم دونوں پچھلی نشست پر بیٹھ گئے میں اس کے پہلو میں بیٹھ کر کچھ خفت سی محسوس کر رہا تھا کیونکہ وہ اُس وقت بے حد پاش اور نکھری نکھری ادا مارت کی مہک لئے ہوئے تھی اور میں دیسا ہی تھا عام سی جیسی اور جیکٹ میں ملبوس ایک شیخ و مشی رانچ ہاں مکن۔۔۔

ٹیکسی نے کچھ دور جا کر بینیں ایک چوک میں آتا رہا۔۔۔ مجھے یہاں کسی کیپنگ کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ کیپنگ کی جگہیں عام طور پر شہر سے باہر ہوتی ہیں اور یہاں ہم ایک خوبصورت بازار میں کھڑے تھے۔ یہ بُرَن کے مشہور گھٹڑیاں کے پہلو میں ایک قدیم سڑک تھی جس پر جگلی ہوئی عمارتیں اور محراجی برا آمدے چودھویں صدی کے سوٹنری بینڈ کی یادگار ہیں۔ وہ فوائرے بھی اُسی طرح موجود ہیں جن کے تالابوں میں گھوڑے اور چیخ پانی پیا کرتے تھے۔ سڑک بھی پرانے زمانے کی طرح بڑے بڑے پتھروں سے بنائی گئی ہے۔ یہاں اس پورے علاقے میں کسی قسم کا ردود عمل کرنا خلاف قانون ہے۔ آپ گھر پیدا کان کے اندر بوجی میں آئے تبدیل کریں لیکن اس کا ماتحتا دیسے ہی رہے گا جیسے چار سو برس پاشتر تھا۔

”کیپنگ کدھر ہے؟“ میں نے اپناؤک سیک اٹھاتے ہوئے کہا۔

”تم میرے پیچے پیچے چلے آؤ،“ اس نے ذرا عرب سے کہا اور میں دب گیا کیونکہ وہ بار عرب اور با اختیار لگ کر رہی تھی اور یہ بھی لگ رہا تھا کہ وہ کوئی بہت غلیم اور ایک خاتون ہے اور میں ایک کالا مزدود ہوں جاؤں کا سامان اٹھائے اس کے پیچے پیچے چلا آ رہا ہے۔ وہ اسی قدیم بازار پر کھلتے ایک ہوتل میں داخل ہو گئی۔ میں سر جھکائے

اس کے ساتھ اندر چلا گیا۔ استقبالیہ ڈیک پر ایک پرمنیت لاغر اور منعک قسم کے میجر وغیرہ کھڑے تھے۔

”بھی فرمائیئے“ دہ جپسی کو دیکھ کر ذرا کھل گئے۔
”ایک ڈبل روم چاہیئے“ جپسی نے ایک ہاتھ کا دستاںہ آٹارتے ہوئے کہا اور
باتھ روم ایچڈے“

لا غر صاحب نے رجسٹرنکالا اور اس پر کچھ عبارت رقم کی اور پھر جپسی سے نام
اور پتہ دریافت کیا۔۔۔ اس کے بعد انہوں نے میری طرف منیت شکوں نظرول سے
دیکھا کہ اس لیڈی کے ساتھ یہ گینگٹنمنا شخص کون ہے۔۔۔

”آپ کو۔۔۔ دونوں کو ایک کمرہ چاہیئے“ انہوں نے ذرا توقف کے بعد پوچھا۔
”ڈبل کمرہ“ جپسی نے جلدی سے کہا۔

”ہاں لیکن۔۔۔ تو کیا آپ شادی شدہ ہیں؟“
میرا رنگ زرد پڑ گیا کہ یہ لڑکی مجھے بھی پہنسا گئی۔ پتہ نہیں اس کے ارادے کیا
ہیں۔ یہ اُن زیادوں کی بات ہے جب آج کے مقابلے میں یورپ خاصا پس ماندہ ہوا
کرتا تھا۔ یعنی ہوتا تو سب کچھ مختال یا کسی مناسب بہانے کے ساتھ اور ذرا اشرافت
کا دامن اختام کر۔۔۔ غیر شادی شدہ ہوڑوں کو ذرا شک کی نظرول سے دیکھا جاتا تھا جس طرح
ان دونوں یورپ میں شادی شدہ ہوڑوں کو حیرت کی نظرول سے دیکھا جاتا ہے۔۔۔

”نہیں۔۔۔“ جپسی نے باقاعدہ بہوں پر ہتھیلی جما کر ہنسی روکی ”لیکن ہماری منگنی
ہو چکی ہے۔“

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے اس ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جو دستاںے میں پوشیدہ تھا
اور پھر اسے ذرا نمائش کر کے رکھ دیا یعنی میں نے انگوٹھی اس کے پیچے پین رکھی ہے۔
”اچھا۔۔۔ تو پھر۔۔۔ کیا۔۔۔ آپ کو دو سنگل روم مل سکتے ہیں ڈبل روم نہیں“ دہ

بے حد بحاجت سے بر لے۔

”کیوں؟“ جپسی کیدم گر جی اس کی آواز اتنی تیز اور بلند تھی کہ میں بھی ڈر گیا اور وہ صاحب تو پہلے سے ہی ڈرے ڈرانے تھے۔

”میدم دراصل... یہ ہو ٹل دراصل ایک چرچ کی تنظیم کے تحت چلا یا جاتا ہے اور آپ... مجھے بہت افسوس ہے لیکن چرچ میں شادی شدہ...؟“

”ئسنوں جپسی نے اس کے قریب ہو کر کہا۔

”جی“ وہ صاحب مسکراتے ہوئے آگے ہوئے۔

”تم جہنم میں جاؤ“ جپسی پھر گر جی اور ہم دونوں باہر آگئے۔

”احمق کیوں کا...؟ میں تو اس کی روپورٹ کر دوں گی کہ یہ مشریعہ بوجڑوں کو تنگ کرتا ہے اور یہ کیسا ملک ہے کہ ہمیں اتنی آزادی بھی نہیں...“ وہ مسلسل بڑیڑا ہی تھی اور اس کے کردار کا یہ گرج ناک پہلو میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا اور شامراستی لئے مجھ میں اتنی بہت نہ تھی کہ میں اُس سے یہ پوچھتا کہ بی بی مجھے تو آپ کیمپنگ تک چھوڑنے جا رہی تھیں اور اب کہاں چلی جا رہی ہو۔

ہم سڑک عبور کر کے دوسری جانب واقع ”ہو ٹل ایڈلر“ کے اندر چلے گئے... یہ ذرا منگالگتا تھا لیکن اس کے اندر سومنٹر لینڈر کے کسی پرانے مکان کا ساماحول تھا۔ لکڑی کا فرنیچر ایک بڑا انتہ دان اور کوہ پیمانی کا سامان بجود یاروں پر سجا تھا... ہم سیدھے استقبالیہ کی طرف گئے۔ میں ذرا ڈرتا ہوا اور جپسی اُسی غصتے میں

”ہمیں ایک ڈبل روم چاہیئے“

استقبالیہ کرکے نے بورڈ سے ایک چابی اٹاری اور ڈیک پر رکھ دی ”دوسری منزل پر کرہ نمبر سات...“ بانuar پر کھلتا ہے۔

جپسی کچھ مایوس ہوئی کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہوا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے چابی

اٹھالی، ہو مل کا ایک کارکن میرا سا مان اٹھانے لگا تو میں نے اسے روک دیا۔۔۔

”منیں“ جپسی مجھ سے خاطب ہر کر کئے گئی ”تم خود منیں اٹھائے گے اسے دے دو میں

نے رک سیک اُتار کر اس شخص کو دے دیا جو مجھ سے بہتر بیاس میں تھا۔

دوسری منزل پر کمرہ غیر سات کا دروازہ کھول کر جب ہم اندر گئے تو جپسی مسلک اکر

کئے گئی ”کیپینگ“

اس ”خیے“ میں دو بہتر تھے۔ ایک واٹن بہیں تھا اور ایک بڑی کھڑکی تھی جو بازار

پر کھلتی تھی۔ کھڑکی میں کھڑکی کا ایک مستطیلی قبر مژرخ جو شیم کے پھولوں کو مشکل سارے ہوئے

تھا اور وہ اُس کے کناروں سے بہر کر ادھر ادھر لٹک رہے تھے، میں نے کھڑکی سے

بجانکا تو سامنے کی پوری عمارت میں درجنوں ایسی کھڑکیاں تھیں جن کے آگے پھولوں کی

کیا ریاں متعلق تھیں۔

”کھڑکی بند کر دو“ جپسی نے آگے بڑھ کر کوڑ بند کر دیئے۔ کمرے میں روشنی مدد ہو گئی

”باہر دیکھنے کے لئے کچھ نہیں ہے“

”میں اُن کھڑکیوں کو دیکھ رہا ہوں جو عمارت پر پہنچتی کی ہوئی لگتی ہیں“ میں نے

پھر کوڑ کھول دیئے ”ادر دیکھو“ میں فرآگے ہو کر دامیں جانب دیکھنے لگا ”یہاں

سے بازار کے آخر میں واقع چوکر کلاک ٹاؤن بھی نظر آتا ہے“

جپسی نے میری کمر کو دلوں ہاتھوں سے پکڑا اور پسے دھکیل کر پھر کوڑ بند

کر دیئے ”یہاں سے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔۔۔ میں کھڑکی منت کھولو“

میں نے رک سیک میں سے شیو کا سامان باہر نکالا کیونکہ پچھلے دو تین روز سے

میں شیو نہیں بنائے تھا۔

جپسی نے مجھے شیو کی اشیا مرداش بیس پر سجا تھے ہوئے دیکھا تو پا س اگئی۔

”بھی تو آپ یہ کیا کرنے لگے ہیں؟“

”میں اپنے آپ کو اس انتہائی باوقار غاؤں کی صحبت کے لئے مناسب شکل دینے لگا ہوں تاکہ ہم میدم اور مزدود بیشتر لگیں بلکہ وہ دوست لگیں۔“
”تم شام کو شیر کرو گے“ اس نے میسا سامان اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔
”کیوں؟“

”کیونکہ ہم اس وقت باہر نہیں جا رہے شام کو جائیں گے...“
”اور اس وقت ہم کیا کریں گے؟“

”آرام کریں گے...“ اس نے پڑتے تبدیل کر کے ایک کاغذی سماگا ڈن پن بیاڑ کرے کے دروازے سے لے کر کھڑکی تک چھل قدمی کرنے لگی... یہ فاصلہ سات آٹھ فٹ سے زیادہ نہ تھا۔

”کیا تم آرام سے نہیں بیٹھ سکتیں...؟“
”اوہ نا... لیکن تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو... میں جو کچھ کر رہی ہوں درست کر رہی ہوں...“

”ہاں میرے لئے تمام پر ڈرام بن چکا ہے۔ میں کھڑکی سے باہر نہیں دیکھ سکتا۔ شیر نہیں کر سکتا اور اگر باہر جانا چاہوں تو باہر نہیں جا سکتا... اگر ہمیں قید ہو کر رہی رہنا تھا تو اور انہر لाकن میں اپنے خیے میں پڑتے رہتے“
”اس میں میں کھسک جاتی تھی“ اس نے سبجدگی سے کھا۔ ابھی تم میں اتنی سمجھ نہیں سے کہ ان معاملات کے بارے میں جان سکو...“

”ہاں... تمہاری عمر کو ہمچڑی گا تو میں بھی بے حد داننا اور سمجھ دار ہو جاؤں گا...؟“
اس نے میری طرف دیکھا۔ ایک عجیب دلکھ کے ساتھ اور پھر میرے ساتھ بیٹھ گئی
”میں تم سے اتنی بڑی نہیں ہوں کہ تم مجھے طعنے دو... دو چار سال کا فرق پچھڑیا
زیادہ نہیں ہوتا“

”تو پھر تم مجھے اس طرح حکم کیوں دیتی ہو۔ مجھے یہاں ایک قید میں کیوں رکھنا چاہتی ہوں؟“

”برن میرا شہر ہے، وہ بولی“ یہاں میں بے شمار لوگوں کو جانتی ہوں، میرے دست میں رشتہ دار ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ ہم دونوں کو دیکھیں.... یہ نہیں کہ میں ان سے ڈرتی ہوں... نہیں... لیکن وہ نہیں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ... وہ باتیں بنائیں گے... اور شام روہ تم سے ملنا بھی پسند کریں کہ اسے آج شام ہمارے ہاں لاو۔ مذرا پڑا۔ چائے کے لئے آؤ... اور میں برن میں تمہیں کسی اور کے ساتھ بانٹنا نہیں چاہتی...“ پلٹر میری بات ماز... جس طرح تم اپنی گرینڈ مدرکی بات مانتے تھے“

”میری گرینڈ مدرسے چاری فوت ہو چکی ہے۔ اور مجھے یاد بھی نہیں کہ وہ کیسی تھیں...“

”بہر حال بڑوں کا کتنا ماننا چاہیئے...“ اس نے میرے گال تھپک کر کہا ”اچھے بچوں کی طرح“

”بچوں کو خوراک کی حز و رت بھی تو ہوتی ہے...“ مجھے اپنا خالی پیٹ یاد آگیا۔ انہیں بخواہ کر کھوگی تو وہ بالکل ناکارہ ہو جائیں گے اور تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کر سکیں گے“ ”ادا“ اس نے ہونٹوں پر تھیلی جمالی میں بھول گئی تھی...“ اس نے گاؤں اٹارا اور ایک گلابی رنگ کی برساتی پسند لی... جیسی کہ باس سوت نہیں کرتے تھے۔ وہ انہیں صرف اپنے بدن کو پیک کرنے یا ڈھنکنے کے لئے استعمال کرتی تھی۔ اس برساتی میں وہ بہت اچھی طرح پیکیدھی تھی۔

”مرکیا تم صرف ایک برساتی میں باہر جاؤں گی؟“ وہ قریب آئی اور مجھے گیلا کر کے کمر سے باہر حلپی گئی۔ میں نے اس بلکل غیر موجود گی سے فائدہ اٹھا کر زیک کھولا اور اپنی چیزیں ترتیب سے رکھ دیں۔ تھوڑی دیر کے لئے